TQ Lesson 189 Surah Furqan Ayat 58-77 tafseer1

آیت نمبر 58- وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا

ترجمہ۔   اور اے محمد ﷺ، اُس خدا پر بھروسہ رکھو جو زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو اپنے بندوں کے گناہوں سے بس اُسی کا باخبر ہونا کافی ہے

وَتَوَكَّلْ اور بھروسہ رکھو یہ حکمیہ صیغہ ہے **عَلَى الْحَيِّ** جو زندہ ہے۔ اس خدا پر بھروسہ رکھو جو زندہ ہے **الَّذِي** وہ جو **لَا يَمُوتُ** جو نہیں مرتا کبھی مرنے والا نہیں ہے **وَسَبِّحْ** اور تسبیح کیجیے پاکی بیان کیجیے **بِحَمْدِهِ** اس کی حمد کے ساتھ **وَكَفَىٰ** اور کافی ہے وہ **بِهِ** ساتھ اسکے **بِذُنُوبِ** گناہوں کے **عِبَادِهِ** اپنے بندے کے **خَبِيرًا** خبردار ہونا۔ اس میں اللہ رب العزت نبی ﷺ سے مخاطب ہیں ایک حکمیہ انداز میں ایک بڑی اہم بات پر توجہ دلائی جا رہی ہے اور آپ ﷺ کے توسط سے تمام لوگوں تک تمام مسلمانوں تک یہ بات پہنچائی جا رہی ہے کہ **وَتَوَكَّلْ** اور توکل کرو **(و ک ل)** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں کسی پر اعتماد کر کے اسے اپنا نائب مقرر کرنا ہے اور وکیل فَعِّیْل کے وزن پر ہے کبھی مفعول کے وزن پر بھی آتا ہے کہ ہم اپنے معاملات اللہ کے سپرد کر دیں اللہ ہی کارساز ہے اللہ پر توکل کرنا چاہیے اور آپ دیکھیں کہ کسی کو اپنا وکیل بنانا ہو تو وکیل بنانے کا مقصد کیا ہے کہ آپ نے اس کا سہارا ڈھونڈا آپ نے اپنے معاملات اس کے سپرد کر دیے جیسے **اَلْوَكَالُ** ایسا جانور جس میں عیب ہوتا ہے اور وہ دوسرے جانور کے چلنے کے بغیر تنہا نہ چلے تو وکیل کفیل کے لیے بھی آتا ہے تو کیا کہا جا رہا ہے **وَتَوَكَّل** اور آپ توکل کیجیے آپ بھروسہ کیجیے اور آپ دیکھ لیں کہ ابراہیم علیہ اسلام کے لیے جب آگ جلائی گئی تو انہوں نے کیا دعا مانگی تھی **حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ** ✪ **وَ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ** ✪ **غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ اَلْمَصِيرُ** اور یہی دعا رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کے موقعہ پہ بھی مانگی تھی۔ پچھلی آیات سے پتہ چلتا ہے کہ اہل مکہ کا انکار، مذاق اڑانا، شرک کرنا، نبی ﷺ کا ان کو دعوت دینا، ان کا دعوت کو قبول نہ کرنا اور یہ بتانا کہ رسول اللہ ﷺ تو ان سے کوئی تنخواہ اور معاوضہ بھی نہیں مانگتے تھے اگر وہ قبول کرتے تو انہی کا فائدہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کو ایک طرف یہ کہا گیا کہ آپ کی حیثیت ہی بشیر اور نذیر کی ہے اور اگر کوئی نہیں مانے گا دعوت کو قبول نہیں کرے گا اپنا ہی نقصان کرے گا اور اگر مان لے گا تو اس کا اپنا ہی فائدہ ہے تو کیا کہا جا رہا ہے آپ توکل کیجیے آپ بھروسہ کیجیے تو توکل ایک دینی فرض ہے۔ اللہ پر توکل، اللہ پر بھروسہ کرنا یہ مسلمان کی شان ہے توکل مسلمان کے نزدیک کیا ہے ؟کہ رضا اور رغبت کے ساتھ اطمینان کے ساتھ کام کرنا اور پھر اس کام کے مثبت نتیجے کی امید رکھنا یہ توکل ہے آپ جو کچھ کر سکتے ہیں جتنے بھی آپ کے پاس ذرائع ہیں اسباب ہیں آپ ان ذرائع اور اسباب کو استعمال تو کریں لیکن ان اسباب پر توکل نہیں کرنا، اپنی کوشش پر توکل نہیں کرنا، بلکہ کیا ہے کہ اللہ پر بھروسہ کرنا ،اللہ پر توکل کرنا اور اللہ تعالی ہی اس کام کو مکمل کرے گا اور کام کے لیے اسباب فراہم کرے گا اور اس کام کی تکمیل کر دے گا۔ توکل ہمارے ایمان اور عقیدے کا جز ہے۔ ہم لوگ کیا کرتے ہیں کہ ہم کہتے تو ہیں کہ میرا اللہ پر بھروسہ ہے زبان سے یہ جملہ تو بولتے ہیں لیکن دل میں اس کے اثرات نہیں ہیں ہمارے عمل میں بھی اس کے اثرات نہیں ہیں تو یہ بڑا گھٹیا پن ہے اور یہ چیز بڑی ایمان سے ہٹ کر ہے کہ انسان اللہ پر بھروسہ نہ کرے اور اللہ کے جو فیصلے ہیں ان پر وہ راضی نہ ہو آپ دیکھ لیجیے کہ رسول اللہ ﷺ

جب غار میں تھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے اور کتنا سخت وقت تھا باہر بھی دشمن اور اندر بھی سانپ بچھوؤں کا غار پر قبضہ اور اس میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گھبرانا اور آپ کا کہنا **لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا** ابو بکر غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے **فَقَالَ: یَا اَبَا بَکْرٍ، مَا ظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہ ثَالِثُہُمَا.** اے ابو بکر تمہارا کیا گمان ہے ان دو کے متعلق جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور سورت التوبہ میں آپ یہ بات پڑھ چکی ہیں تو اب آپ دیکھیں کہ توکل کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ اسباب نہیں پیدا کریں گے، آپ کوشش نہیں کریں گے، آپ سعی نہیں کریں گے۔ ایمان اور توکل کا یہ تقاضا ہے کہ انسان کوشش کرے اسباب فراہم کرے محنت کرے جو جو کر سکتا ہے کرنے کے بعد پھر کلی طور پر اعتماد اللہ پر کرے یہی ہمارا پہلا اور آخری سہارا ہے اللہ کے سامنے گر جائیں پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ پھر اللہ کے سپرد معاملہ کریں پھر اللہ سے ہم مانگیں تو مومن کا بھروسہ اسباب پر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اتنا بتایا ہے اور وہ پھر سمجھتا نہیں ہے اتنا کہا ہے اور پھر وہ مانتا نہیں ہے بچے ہیں شوہر ہے جیسے بیوی کہتی ہے کہ شوہر نماز نہیں پڑھتا شوہر کہتا ہے کہ بیوی نماز نہیں پڑھتی یا والدین بڑے پریشان ہیں جیسے آج کل یہاں پہ مسلمان بڑے پریشان ہیں کہ ہمارے بچوں کا کیا ہوگا؟ ہمارے بچوں کے بچوں کا کیا ہوگا ہمارا اپنا کیا ہوگا ہم یہاں پہ رہ رہے ہیں کفر کی دھرتی پر تو کس طرح اپنے ایمان و اسلام کی حفاظت کریں یہاں رہنا ٹھیک ہے بھی کہ نہیں ؟ اگر رہ رہے ہیں تو ایک ہی طریقہ جائز ہے یہاں پہ رہنے کا ڈالر جمع کرنے کا نہیں دنیا میں آگے بڑھنے کا نہیں بلکہ یہ ہے کہ اللہ کے دین کے سپاہی بن جائیں اللہ کے دین کو پھیلائیں قرآن لے کر جہاد کبیر کریں آپ سمجھ لیں کہ اسلامی حکومت نہیں ہے تو کیا کریں قرآن لے کر پھیلائیں اور کیا کریں **وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ** تو جو رسول اللہ ﷺ **کو** کہا جا رہا ہے وہ بات ان سے بھی زیادہ ہمارے لیے ہے یعنی رسول اللہ ﷺ **کے** ساتھ مسلمانوں کو بھی کہی جا رہی ہے اور آپ توکل کیجیے آپ بھروسہ کیجیے اور میں تو اکثر اس بات پر سوچتی ہوں کہ توکل اگر ہمیں سیکھنا ہے تو رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے سیکھنا چاہیے اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں وہ جو واقعہ ہوا تھا صلح حدیبیہ کا آپ نے خواب دیکھا۔ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے وحی کی شکل ہوتا ہے چلے گئے ہیں چودہ سو صحابہ کو لے کر اور اہل مکہ نے مکہ میں داخل ہی نہیں ہونے دیا اور اب کیا ہوا کہ معاہدہ ہونے لگا اب معاہدے میں بھی جتنی شرائط تھیں مسلمانوں کے خلاف تھیں اور خاص طور پر یہ والی شرط جو مسلمانوں کو بہت زیادہ کَھل رہی تھی کہ کافروں یا مسلمانوں میں سے اگر کوئی شخص مدینہ جائے تو واپس کر دیا جائے لیکن اگر مدینہ سے کوئی مسلمان مکہ میں آ جائے تو اس کو واپس نہیں کیا جائے گا یعنی مسلمانوں میں سے اگر کوئی جائے گا تو اس کو واپس نہیں کیا جائے گا مکہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں ان میں سے کسی کو مسلمان اپنے ساتھ نہیں لے کر جائیں گے اور مسلمانوں میں سے کوئی مکہ میں رہنا چاہے تو اس کو وہ روکیں گے نہیں تو کچھ شرائط مسلمانوں کو بہت کھل رہیں تھیں اور صلح حدیبیہ جب لکھا جا رہا تھا اور حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کا آنا ابھی دستخط نہیں ہوئے تھے اور حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کس حال میں آئے تھے کہ زخمی اور آپ کے جسم پر زخموں کے نشان تھے انہوں نے مجمع میں مسلمانوں کو اپنے زخم دکھائے اور فریاد کی کہ بچ بچا کر میں یہاں تک آ گیا ہوں اور مجھے اب لے چلو لیکن رسول اللہ ﷺ نہیں لے کر گئے صحابہ میں سے کسی نے اٹھ کر یہ کہا بھی کہ اے اللہ کے نبی ﷺ معاہدہ لکھا جا چکا ہے ابھی دستخط تو نہیں ہوئے لیکن رسول اللہ ﷺ نے کیا بات کہی کہ رسول اللہ ﷺ نے زبان دے دی ہے ایک بات کہہ دی ہے اس کے خلاف نہیں ہوسکتا اور آپ دیکھیں کہ یہی صلح حدیبیہ چند سالوں بعد فتح مکہ بن گیا اور یہ جو معاہدہ تھا یہ مسلمانوں کے حق میں بہت کارگر ثابت ہوا تو یہ توکل تھا رسول اللہ ﷺ کا کہ زخمی ابو جندل رضی اللہ عنہ کو بھی آپ ﷺ نے دیکھا اور فرمایا ابو جندل صبر اور

ضبط سے کام لو اللہ تمہارے لیے اور مظلوموں کے لیے کوئی راہ نکالے گا صلح اب ہو چکی اور ہم ان لوگوں سے بد عہدی نہیں کر سکتے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ توکل بہت ضروری ہے اسی طرح محمد بن اسلم طوسی ان کو حق بات کہنے کے جرم میں جیل میں ڈالا گیا تھا کہتے ہیں محمد بن اسلم طوسی جمعہ کا دن آتا غسل کر کے کپڑے تبدیل کرتے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ کو جامعہ مسجد تک پہنچنے نہیں دیا جائے گا مسجد کا ارادہ کر کے جیل کے دروازے کی طرف چل پڑتے جب آپ دروازے پر پہنچتے تو جیل کا جو دروغہ تھا وہاں سے آپ کو روک دیتا تو آپ وہاں سے یہ کہتے ہوئے واپس آ جاتے کہ اللہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے فریضہ جمعہ ادا کرنے کے لیے جہاں تک پہنچنا میرے بس میں تھا میں پہنچ گیا اب آگے جیل سے باہر نکلنا یہ میرے بس میں نہیں ہے اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے **وَتَوَكَّلْ** اور توکل کیجیے یعنی کس پر توکل کرنا ہے **عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ** اس اللہ پر توکل کریں جو زندہ ہے اور وہ کبھی مرنے والا نہیں ہے۔ انسان اپنے جیسے انسانوں پر توکل کرتا ہے اپنے جیسے انسانوں پر بھروسہ کرتا ہے اور اپنے جیسے انسان انسان کو نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان وہ خود بھی عاجز اور مجبور ہوتے ہیں تو یہاں بھی کیا کہا جا رہا ہے اپنے اس اللہ پر بھروسہ کرو جو **حَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ** زندہ ہے ہمیشہ زندہ رہے گا اور جو اس پر بھروسہ کرتا ہے اس کو اللہ کبھی محروم نہیں کرتا **يا حَيِّ يا قيوم** یہ دعا بھی ہمیں پڑھنی چاہیے یہ کہہ کر اللہ جو زندہ ہے جو قائم رہنے والا ہے سب کو قائم رکھنے والا ہے پھر اپنی ضروریاتِ زندگی کی دعا کریں ہم مطالبہ کریں **وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ** اے محمد ﷺ اس اللہ پر بھروسہ کرو جو زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں ہے اللہ زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں ہے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ حق اللہ ہے اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا تو ہمیں بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہی کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنا چاہیے اور پھر ساتھ ہی توکل کہنے کے بعد دوسری بات کیا کہی گئی **وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ** اور اس کی تسبیح بیان کیجیے حمد کے ساتھ اس کے کیا معنی ہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اللہ کی تسبیح بیان کرنا اللہ کی پاکی بیان کرنا اہل مکہ مذاق کر رہے ہیں ،ستا رہے ہیں، وہ انکار کر رہے ہیں لیکن مسلمانوں کو کیا بات بتائی جا رہی ہے کہ اے مسلمانوں تم نے اللہ کی حمد اور تسبیح بیان کرنی ہے کیونکہ کہا رسول اللہ ﷺ **کو** جا رہا ہے اور ساتھ میں مسلمانوں کو اور آپ دیکھیں کہ دراصل جب اللہ کی زیادہ سے زیادہ تسبیح اور تحمید بیان کی جائے گی اس میں انسان مصروف ہو جائے گا تو کیا ہے دوسرے لوگ برابھلا کہہ رہے ہیں انکار کر رہے ہیں مذاق اڑا رہے ہیں تنگ کر رہے ہیں ظلم وستم کر رہے ہیں لیکن آپ کیا کریں گے ایک طرف توکل دوسری طرف تسبیح اور تحمید گویا کہ اللہ سے تعلق مضبوط کرنا اللہ کا ہو جانا اللہ کا قرب حاصل کرنا ، تعریف کے ساتھ اللہ کی پاکیزگی بیان کرنا تو دراصل صبر کی تلقین کی جا رہی ہے صبر اور اللہ سے تعلق قائم کرنے کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے کہ آپ کا رجوع اللہ کی طرف ہونا چاہیے **وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا** اور وہ کافی ہے وہ اللہ کافی ہے **بِهِ** آپ دیکھ لیں کہ **"ب"** جو ہے یہ حرف جر ہے اور **"هِ"** یہ ضمیر کے لیے آیا ہے تو اللہ تعالی کیا کہہ رہے ہیں کہ وہ اللہ کافی ہے ساتھ اس کے **بِذُنُوبِ** گناہوں کے **عِبَادِهِ** اپنے بندوں کے خَبِيرًا خبر رکھنے کے لیے کہ اللہ رب العزت اپنے بندوں کے گناہوں سے پوری طرح سےباخبر ہیں گویا کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ آپ دعوتی اور غیر دعوتی کام جو بھی کام کر رہے ہیں اس میں صرف اللہ پر بھروسہ کریں اور اللہ زندہ ہے اور اللہ ہمیشہ زندہ رہے گا ساری مخلوق مر جائے گی وہ اکیلا زندہ رہے گا دعوت حق میں، دعوت الی اللہ میں جو تکلیفیں مصیبتیں بھی پیش آئیں تو ان کو برداشت کرنے کے لیے ثابت قدم رہنے کے لیے تسبیح کرنا، ذکر کرنا ،حمد کرنا، نماز پڑھنا ذکر الہی میں مشغول ہو جانا یہی کافی ہے اور یہی اصل نسخہ ہے اور اللہ اپنے بندوں کے گناہوں سے واقف ہے اس کا مطلب کیا ہے کہ اگر کافر کفر کر رہے

ہیں اگر مشرک شرک کر رہے ہیں اگر وہ ایمان قبول نہیں کرتے اگر وہ اسلام نہیں لاتے اگر وہ مسلمانوں کو ستاتے ہیں تو آپ کیوں گھبراتے ہیں آپ مت گھبرائیں اللہ ان کے ایک ایک روپے کو دیکھ رہا ہے ایک ایک گناہ کو گن رہا ہے ان کا بدلہ دیر یا سویر ان کو مل کر رہے گا ان کے جو بھی گناہ ہیں ان کے جو بھی رویے ہیں ایسا تھوڑی ہے کہ وہ سب کر کے کہیں چلے جائیں گے ایسا تھوڑی ہے کہ وہ کہیں چھپ جائیں گے اللہ رب العزت کیا اعلان کرتے ہیں یہاں پہ آپ دیکھیں۔ **وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا۔** خبیر یعنی کائنات میں بکھری آیات پر غور و فکر کر کے آپ معرفت حاصل کریں اور کیا کہا جا رہا ہے کہ اللہ خبیر ہے خبر رکھنے والا ہے اس کو خوب پتہ ہے کہ دنیا میں لوگ کیا کر رہے ہیں تو جو اہم بات ہے جس کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ جب اللہ کو پتہ ہے منکر کی کرتوتیں کیا ہیں گناہ گاروں کے گناہ کیا ہیں تو پھر اللہ خوب ان کی خبر لے گا **وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا** پھر دوسری آیت ہے

آیت نمبر 59- الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا

ترجمہ۔ وہ جس نے چھ دنوں میں زمین اور آسمان کو اور اُن ساری چیزوں کو بنا کر رکھ دیا جو آسمان و زمین کے درمیان ہیں، پھر آپ ہی (کائنات کے تخت سلطنت) "عرش" پر جلوہ فرما ہوا رحمٰن، اس کی شان بس کسی جاننے والے سے پوچھو

فرمایا وہی اللہ تو ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بنایا السماء کی جمع **السَّمَاوَاتِ** ہے اور **وَالْأَرْضَ** اور زمین۔ اب اللہ تعالیٰ کا تعارف کروایا جا رہا ہے کہ اہل مکہ اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتے ہیں یا شرک کرتے ہیں وہ بھول گئے اس اللہ کو ان کے بتوں نے تو کچھ بھی نہیں کیا کچھ نفع نقصان کی ان کے اندر قدرت اور طاقت نہیں ہے اور اللہ تو وہ ہے **خَلَقَ السَّمَاوَاتِ** آسمانوں کو پیدا کیا ایک کو نہیں سارے آسمانوں کو **والأرض** اور زمین کو **وَمَا بَيْنَهُمَا** اور جو ان کے درمیان ہے گویا کہ **بَيْنَهُمَا** کہہ کے آسمان اور زمین کے اندر جو کچھ ہے سورج، چاند، ستارے، ہوائیں، موسم، بادل، سمندر، پہاڑ، انسان، حیوان چرند ،پرند جتنی بھی حشرات الارض ہے جتنے بھی مویشی ہیں، کائنات کا ذرہ ذرہ ہے جو بھی ہے دنیا ساری کی ساری کس نے پیدا کی ؟ اللہ تعالیٰ نے پیدا کی بہت عرصہ نہیں لگا **فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ** صرف چھ دنوں میں **ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ** پھر وہ اللہ تعالیٰ عرش پر جلوہ فرما ہوا پھر اس کے بعد اللہ رب العزت نے کیا کیا عرش پر مستوی ہو گیا وہ عرش پر جا بیٹھا حکومت کرنے لگا **الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ۔ فَاسْأَلْ** پس سوال کیجیے **بِهِ** اس کے بارے میں **خَبِيرًا** کسی باخبر سے کسی جاننے والے سے **الرَّحْمَن** کی شان پوچھو کہ **الرَّحْمَن** کی شان کیا ہے؟ اب آپ دیکھیے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خالقیت کے جو کمالات ہیں اس طرف متوجہ کیا ہے اور اس آیت کا تعلق اوپر والی آیت سے بھی ہے اوپر کہا کہ بھروسہ کیجیے اس کی صفت **حی** ہے اور یہاں پہ اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ اس کی صفت **خلق** تخلیق کرنا ہے تو کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کا پیدا کردہ ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین بنائے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں آسمان میں بکھری پڑی ہیں آسمان میں ہر طرف ہیں اور یہاں پر یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ اللہ رب العزت کا یہ بتانا کہ آسمان اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ پیدا کرنا "چھ دنوں میں" یہ ان آیات میں سے ہیں جو آیات متشابہات میں سے ہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے جو دن ہیں ان کی ماہیت ان کی حقیقت ہماری طرح نہیں ہے ایک جگہ ہمیں قرآن

میں یہ بھی ملتا ہے کہ ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہے تو فرشتوں کو اللہ کے پاس پہنچتے ہوئے اتنا وقت لگتا ہے۔ دراصل جو بات کہی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ اس پوری کائنات کا خالق اللہ ہے تو جب خالق اللہ ہے تو الہ بھی اسی کو بنانا چاہیے کیونکہ کائنات میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ رب العزت نے بنایا ہے ذرہ ذرہ اللہ کی توحید ، اللہ کی کبریائی اس کی حمد بیان کر رہا ہے دوسری بات جو ہمیں پتہ چلتی ہے وہ کیا ہے کہ بنانے کے بعد اللہ تعالیٰ کہیں چھپ کے نہیں بیٹھ گیا ایسا نہیں ہے کہ کائنات بنانے کے بعد کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کو اس کی خبر ہی نہیں ہے **ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ** پھر اللہ رب العزت نے کائنات کو بنانے کے بعد عرش پر قرار پکڑا عرش پر وہ مستوی ہے اس کے کیا معنی ہے رحمان عرش پر ہے؟ قرآن میں یہ مضمون ہمیں اور بھی کئی جگہ پہ ملتا ہے جیسے آپ اس کو نوٹ کرلیں سورت الاعراف آیت 54 میں آپ پڑھ چکیں ہیں یہ مضمون سورت یونس آیت 3 میں بھی آپ نے پڑھا سورت الرعد آیت 2 سورت طٰہ آیت 5 تو اب ان ساری جگہوں پہ ایک ہی مضمون آیا ہے تھوڑا بہت انداز مختلف ہے تو مطلب کیا ہے کہ اللہ حکومت کر رہا ہے اللہ تعالیٰ کے عرش پر جلوہ گر ہونے سے مراد کیا ہے؟ کہ اللہ حکومت کر رہا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ جو اللہ کی حکومت ہے اس کا انداز کیا ہے اس کا طریقہ کیا ہے تو اس سلسلے میں صحابہ تابعین آئماء اربع سلف صالحین سارے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی حکومت کی، اس کے عرش پر جا کر مستوی ہونے کی حقیقت کیا ہے یعنی اللہ ہی زیادہ بہتر جانتا ہے جیسے امام مالک رحمت اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ سورت طٰہ **اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى(5)** اس کے کیا معنی ہیں کہ رحمان عرش پر مستوی ہے تو کہا گیا کہ **استوا** معلوم ہے یعنی عرش پر جلوہ فرما ہونا اور عرش پر قرار پکڑنا یہ تو معلوم ہے کیفیت مجھول ہے اس کی کیفیت کیا ہے یہ نہیں پتہ اس بارے میں سوال کرنا بدعت ہے امام مالک رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سوال بھی نہ پوچھے امام شافعی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اللہ اور جو کچھ اس کی طرف سے آیا ہے اس پر اس کی مراد اور منشا کے مطابق ایمان لایا ہوں آپ سوچیں کیا کہتے ہیں کہ میں اللہ اور جو کچھ اس کی طرف سے آیا ہے اس پر اللہ کی مراد اور منشا کے مطابق ایمان لایا ہوں اسی طرح رسول اللہ ﷺ اور جو کچھ آپ کی طرف سے آیا ہے اس پر آپ ﷺ کی مراد اور منشا کے مطابق ایمان لایا ہوں جیسا آپ نے کہا جیسے چاہا تو آیات متشابہات کے بارے میں تو سوال کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے اسی طرح امام احمد رحمت اللہ علیہ فرمایا کرتے اللہ تعالی آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اللہ تعالی قیامت کے دن نظر آئے گا وہ تعجب کرتا ہے وہ ہنستا ہے وہ ناراض ہوتا ہے وہ راضی ہوتا ہے وہ ناپسند کرتا ہے اور وہ محبت کرتا ہے اور امام شافعی یہ بھی کہا کرتے کہ ہم حقیقت وکیفیت بیان کیے بغیر ان سب چیزوں پر ایمان لاتے ہیں جیسے قرآن میں بھی آپ پڑھتے ہیں بعض احادیث میں پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالی دنیا کے آسمان پر آتے ہیں **حدیث** کا مفہوم ہے کہ تہجد کے وقت جب رات کا آخری پہر ہوتا ہے تو سب سے نچلے آسمان پر اللہ تعالی جلوہ فرما ہوتے ہیں اور پھر وہ کہتے ہیں کوئی ہے مانگنے والا کہ میں اس کو دوں یعنی اللہ کی طرح سے منادی ہوتی ہے کوئی رزق میں کشائش چاہنے والا ہے تو اس طرح آپ کو بہت سی آیات اور احادیث نظر آتی ہیں تو وہ کیا کہتے تھے وہ یہ کہتے تھے کہ ہم حقیقت اور کیفیت بیان کیے بغیر ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں تو اب آپ یوں سمجھیں کہ یہاں پر جو یہ کہا **ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ** ہم یقین کرتے ہیں کہ واقعی اللہ تعالیٰ مستوی ہے عرش کے اوپر اور وہ اللہ تعالیٰ نزول بھی کرتا ہے اس کی روئیت یعنی اس کو دیکھنا اور اس کے استواء کی کیفیت ہم نہیں جانتے یہ مختلف جو نیک لوگ گزرے ہیں یہ ان کا انداز تھا ایمان لانے کا اور وہ اپنے منہ سے اس بات کا اقرار بھی کرتے تھے وہ یہ کہتے تھے کہ ہم اللہ کے نزول اس کی روئیت اس کا دیکھنا اس کے استواء کی کیفیت نہیں جانتے اور نہ اس کا حقیقی مفہوم اور مطلب ہماری دریافت میں ہے ہم اس کو

اللہ کے سپرد کرتے ہیں جس نے یہ بات خود کہی **ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ** اور اپنے رسول کی طرف وحی کی اور ہم رسول کی بھی تردید نہیں کرتے ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ ان صفات کے علاوہ ہم کسی صفت کے قائل نہیں ہیں اور نہ اس میں کسی حد بندی اور انتہا کے قائل ہیں ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا اور وہ دیکھنے والا ہے۔ تو یہی میرا اور آپ کا بھی انداز ہونا چاہیے کہ یہ آیت ان آیات میں سے ہے کہ اس کی حقیقت اللہ رب العزت ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں اور ہم اس آیت پر بھی ایمان لاتے ہیں اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی دعائیں ملتی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخاطب کیا جیسے تکلیف کے وقت کرب کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کا ورد کیا کرتے **دعا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيمُ الحلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ»(** یہ صحیح مسلم کی روایت ہے) عظمت والے اور بردبار اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ آسمانوں اور زمین کا رب اور عزت والے عرش کا مالک ہے۔ تو یہ آیت ہمیں کیا بتا رہی ہے کہ اللہ ہی قدیر ہے اللہ ہی خالق ہے اللہ ہی رب ہے اور اللہ ہی کی حکومت ہے **وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ** تو گویا کہ دل کی گہرائیوں کے ساتھ ، دل کی پوری وسعتوں کے ساتھ آپ کے دل کے اندر توحید کی یہ حقیقت رچ بس گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کروڑوں انسانوں کا کائنات کے ذرے ذرے کا پہاڑوں کا ہر چیز کا خالق ہے وہ ہی مالک ہے تو پھر ہم کیا کریں کہ ہم اس اللہ کے آگے جھک جائیں اس اللہ کی بندگی کریں مثلاً سورت الاعراف آیت 54 میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **اَلَا لَـهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللّـٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ (54)** سنو تخلیق اور حکم (تخلیق اور اختیار) تو اسی کا ہے اللہ برکت والا اور وہ کل جہانوں کا رب ہے۔ تو جب حکومت اللہ کی ,تخلیق اللہ کی تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے اللہ کی مخلوق بن جائیں اللہ کے محکوم بن جائیں اللہ کے بندے اور غلام بن جائیں اللہ تعالیٰ تو خود اپنی خالقیت کی تعریف کرتا ہے۔ الانعام آیت 1 **الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ** سب تعریف اللہ کے لیے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرے اور روشنی کو بھی بنایا سورت الانعام کی پہلی آیت سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا تعارف کروا رہے ہیں **الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ** کہ وہ ہی تو ہے جس نے چھ دنوں میں زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا **وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّام** اور جو کچھ ان آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے ان سب کو پیدا کیا صرف چھ دنوں میں **ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ** اور پھر وہ حکومت کر رہا ہے **الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا** ۔ رحمان اس کی شان بس کسی جاننے والے سے پوچھو یہ بڑی خاص بات ہے کیوں ؟ اللہ تعالی نے کہا کہ اللہ تعالی نے سب کچھ کیا اور الرحمان اس کی شان **فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا** کسی خبیر سے پوچھو اب خبیر سے مراد کیا ہے ؟کہتے ہیں کہ خبیر کے ایک معنی تو عالم کے ہیں یہ دنیا۔ مراد کیا ہے کہ اللہ تعالی کی کائنات میں بکھری ہوئی آیات ہیں اس پر غور و فکر کر کے اللہ تعالی کی معرفت حاصل کریں تو دنیا سے معرفت کون حاصل کرے گا عالِم تو گویا کہ ایک اس کے معنی ہیں خبیرا کہ علم رکھنے والا اور علم کون رکھتا ہے عالِم یعنی گویا کہ خبیر سے مراد ہے ایسا علم رکھنے والا جو اللہ کی کائنات کی بکھری ہوئی نشانیوں پر غور و فکر کر کے اللہ کی معرفت حاصل کر لیں تو پہلے معنی کیا ہیں کہ اس سے مراد وہ عالِم ہے جو اس دنیا سے جو اس عَالَم سے معرفت حاصل کرے اور خود اللہ تعالی کہتے ہیں - **إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ(128** ۔سورت فاطر **)** **کہ** اللہ کے بندوں میں سے صرف عالم لوگ ہیں جو مجھ سے ڈرتے ہیں پھر آپ دیکھیں نبی ، انبیاء وہ خبیرا ہیں کیسے انبیاء خبیرا ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے ملکوت السماوات والارض آسمان زمین کا مشاہدہ کروایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے عالم اور خبیر اس کے بعد دوسرے انبیاء بھی اور عالم دین

بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں وہ تورات کے ہوں یا کسی بھی الہامی کتاب کے **الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا** تو الرحمان کی شان ہے جو آسمان زمین کی پیدائش ہے یہ کس سے پوچھو کسی جاننے والے سے پوچھو کسی علم والے سے پوچھو کسی خبر رکھنے والے سے پوچھو اصل بات یہ تھی قریش مکہ کے سامنے جب رحمان کا ذکر کیا جاتا تو وہ حقارت سے کہتے کہ یہ رحمان کیا ہوتا ہے۔ اہل مکہ ایسا نہیں تھا کہ رحمان سے واقف نہ تھے بلکہ وجہ یہ تھی کہ رحمان کا لفظ ان کے ہاں مروج نہیں تھا اور انہیں اس لفظ سے نفرت سی ہو گئی تھی جیسے سورت الرعد کی آیت نمبر 30 میں بھی آپ جو ہیں پڑھ چکیں کہ جب انہیں رحمان کو سجدہ کرنے کو کہا جاتا تو بھڑک جاتے تھے تعصب کی وجہ سے تو اللہ تعالی یہاں پر بھی ان کو کیا بات سمجھا رہے ہیں کہ کائنات کو جس نے وجود دیا وہ تو الرحمان ہے تو مخاطب کی توجہ کوپوری طرح مرکوز کیا جا رہا ہے مخاطب کو اس بات کی طرف لایا جا رہا ہے کہ پوری کائنات کا جو خالق ہے اصل میں وہ الرحمان ہے تو کائنات کی پیدائش کائنات کی تخلیق یہ اللہ کی رحمت ہے اور اس کی رحمت کا تقاضا کیا ہے کہ وہ ایسا دن لائے جس میں عدل کرے ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا یا سزا دی جائے تو یہاں بھی کہا جا رہا ہے **فَاسْأَلْ** سوال کرو اور آپ یاد رکھیے کہ سئل کے ساتھ **"ب"** آتاہے تو اس کے معنی کیا ہیں؟ ویسے تو یہ ہے کہ **فَاسْأَلْ بِهِ** مذاق کا جیسے انداز ہے تو اہل مکہ کیا جانے کہ الرحمان کون ہے شرک کرنے والے کیا جانے الرحمان کون ہے وہ **خَبِيرًا** کسی پیغمبر سے پوچھو کسی نبی سے پوچھو کسی عالم سے پوچھو تو گویا کہ اللہ تعالی نے اپنی خود ہی صفتیں بتائی ہیں اور ساتھ یہ بھی کہا کہ تم اللہ تعالی کا جو تعارف کسی جاننے والے سے پوچھو **خَبِيرًا** تو جو جانے گا یعنی کائنات پر غور اور فکر کرے گا تو و ہی صحیح جانتا ہے

آیت نمبر 60- وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا

ترجمہ۔ اِن لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ اس رحمان کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں "رحمان کیا ہوتا ہے؟ کیا بس جسے تو کہہ دے اسی کو ہم سجدہ کرتے پھریں؟" یہ دعوت ان کی نفرت میں الٹا اور اضافہ کر دیتی ہے

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو رحمان کے آگے جھک جاؤ **قَالُوا** وہ کہتے ہیں وَمَا **الرَّحْمَٰنُ** اور کیا ہوتا ہے **الرَّحْمَٰنُ** اور وہ یہ کہتے ہیں رحمان کیا ہوتا ہے **أَنَسْجُدُ** کہ ہم اس کو سجدہ کریں **أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا** جس کا تو ہم کو حکم دیتا ہے یعنی محمد ﷺ کو کافر کیا کہتے تھے کہ رحمان کیا ہوتا ہے کیا بس جسے تو کہہ دے اسی کو ہم سجدہ کرتے پھریں **وَزَادَهُمْ نُفُورًا** اور آپ کا سجدے کی دعوت دینا اضافہ کر دیتا تھا ان کے نفور میں آپ کا ان کو رحمان کی طرف پکارنا ان کی نفرت میں الٹا اضافہ کر دیتا تھا تو یہ جو آیت ہے یہاں سجدہ تلاوت کرنا سنت ہے تمام اہل علم اس پر متفق ہیں اور ہر قاری اور سامع کو اس جگہ پر سجدہ کرنا چاہیے اور یہ مسنون بھی ہے کہ آدمی جب اس آیت کو سنے تو جواب میں کہے **زَادَنَا اللّٰہ خُضُوْعاً مَّا زَادَ لِلْاَعْدَآءِ نُفُوْراً** ، اللہ کرے ہمارا خضوع اتنا ہی بڑھے جتنا دشمنوں کا نفور بڑھتا ہے۔ **زَادَنَ اللّٰہُ** اللہ کرے کہ زیادتی ہو جائے ہمارے **خُضُوْعاً** جھکنے میں **مَا زَادَ** کہ جس چیز نے زیادہ کر دیا **لِلْاَعْدَآءِ** دُشمنوں کے لیے **نُفُوْراً** نفرت میں۔ کہ ہمیں جب کہا جاتا ہے کہ سجدہ کرو تو ہم تو جھکنے والوں میں سے ہیں اور ہمارے جھکنے کی کیفیت ہمارا خُضوع ہے۔ جیسے ہوتا ہے خشوع خضوع **(خ ض ع) خُضُوْعاً** اس کا معنی کیا ہوتا ہے جھکنا ،پستی، دبنا تو **زَادَنَا اللّٰہ خُضُوْعاً مَّا زَادَ لِلْاَعْدَآءِ نُفُوْراً** ، تو یہ اس آیت کا جواب ہے اور اس آیت کے پھر معنی کیا ہیں؟ اس آیت

کے اصل میں معنی یہ ہیں کہ کائنات کے خالق کی سب سے بڑی صفت رحمان ہے اور نادانوں کا اہلِ مکہ کا حال یہ تھا کہ اللہ رحمان کو جب سجدہ کرنے کی، عبادت کی دعوت دی جاتی تھی تو یہ انکار کرتے تھے سجدے کے معنی کیا ہیں؟ ایک تو یہ کہ وہ معروف سجدہ جو ہم عبادت میں کرتے ہیں اور ایک کیا ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کے آگے جھکا دینا کہ

؎ میری نظر میں وہی سر ہے سر عامر

جسے زمانہ کاٹ تو ڈالے مگر جھکا نہ سکے

تو زمانے کے آگے نہیں مسلمان جھکتا ہے اللہ کے آگے تو اب کیا تھا کہ اہلِ مکہ اللہ کے آگے جھکنے کو مانتے نہیں تھے رسول اللہ ﷺ دعوت دیتے تھے انہیں حکم دیتے تھے کہ تم رحمان کے آگے سجدہ کرو اس کی عبادت کرو بتوں کی پوجا نہ کیا کرو اور کہتے تھے یہ رحمان کیا ہوتا ہے ۔کیا تم جو کچھ کہتے ہو ہم وہی کرتے چلے جائیں اور آپ کی دعوت ان کی نفرت میں الٹا اضافہ کر دیتی تھی اس سے کیا ہوتا تھا کہ وہ اور زیادہ دین سے دور ہوتے چلے جاتے تھے تو آپ دیکھ لیجیے کہ ایک طرف شیطان ہے جو گناہوں کی طرف لے کر جاتا ہے اور دوسری طرف وہ الرحمان ہے اس کی رحمت ہے کہ وہ نیکیوں کی طرف دعوت دیتی ہے اور اللہ کا نام جو رحمان ہے اہلِ عرب کے ادب میں ملتا تھا لیکن مکہ کے جو مشرک تھے وہ رحمان کے نام سے بہت چڑتے تھے اور انہوں نے اپنی قوم کو بھڑکانے کے لیے یہ ایک بہانہ بھی بنایا تھا کہ دراصل قرآن میں رحمان کے لیے سجدہ کرنے کو کہا جاتا ہے اس لیے ہم رحمان کو سجدہ نہیں کرنا چاہتے تو ایسا نہیں تھا کہ وہ رحمان کو مانتے نہیں تھے لیکن اللہ کا نام جو رحمان ہے اس سے وہ چڑ کھاتے تھے اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اہلِ کتاب کے جو علماء تھے انہوں نے رحمان کے نام سے ان کے اندر چڑ پیدا کی تھی اللہ تعالیٰ سے انہوں نے ان کو دور کیا تھا بہرحال اصل بات کیا ہے کہ اللہ کی اطاعت کرنا اور دوسری بات کیا ہے جب ہم نماز میں سجدہ کرتے ہیں یا قرآن میں جو آیات تلاوت آتی ہیں جیسے ایسی آیات جن میں سجدہ کرنا چاہیے اور اب تک چھ سجدے کی آیات آپ پڑھ چکی ہیں اور یہ ساتواں ہے تو تقریبا چودہ پندرہ کے قریب ہیں کچھ علماء چودہ کہتے ہیں کچھ پندرہ کہتے ہیں تو اس میں جب ہم سجدہ کرتے ہیں اس کی اصل روح کیا ہے کہ شیطان کو جب سجدہ کرنے کو کہا گیا تھا تو اس نے تو انکار کر دیا تھا **أَبیٰ وَ اسْتَكْبَرَ وَ كانَ مِنَ الْكافِرِينَ**۔ تو وہ کفر کرنے والوں میں شامل ہو گیا تو مسلمانوں کو جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کے آگے جھک جاؤ سجدہ کرو تو وہ سجدہ کرتے ہیں اس کے آگے جھک جاتے ہیں وہ اللہ کی بندگی پر راضی ہو جاتے ہیں ایسا نہیں ہوتا کہ ان کو جب اللہ کی طرف بلایا جائے تو ان کی نفرت میں اور اضافہ ہو جائے۔ اب اللہ تعالیٰ کا مزید تعارف ہے

آیت نمبر 61- تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُّنِيرًا

ترجمہ۔ بڑا متبرک ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک چمکتا چاند روشن کیا

تَبَارَكَ نہایت بابرکت ہے اور آپ دیکھ لیجیے تبارک سورت الفرقان کی پہلی آیت کا پہلا لفظ کیا تھا؟ **تَبَارَكَ الَّذِي** اسی سے شروع ہوا تھا تَبَارَكَ کے بارے میں میں نے بتایا تھا اس کا مادہ **(ب ر ک)** ہے جس

سے دو مصدر **بَرَكَة** اور **بُرُوک** نکلے ہیں اور اس کے معنی کتنے پڑھے تھے آپ نے؟ پانچ۔ تو تبارک نہایت بابرکت ہے تو تبارک کے معنی کیا ہیں؟بلند ہو جانا اونچا ہو جانا ، عظمت اور بزرگی میں بڑھ جانے کے لیے بھی بولا جاتا ہے دوسرا یہ کہ بھلائی میں بڑھنے کے لیے کوئی بھلائی میں خیر میں آگے ہو جائے اس کے لیے بھی آتا ہے پھر یہ کہ پاکیزگی میں کسی کو کمال ہو تو اس میں بھی آتا ہے۔ 1. تو بڑا محسن اور نہایت با خیر۔2. نہایت بزرگ اور با عظمت۔3. نہایت مقدس اور منزہ پاک۔ 4. نہایت بلند و برتر اور 5. کمال قدرت کے اعتبار سے برتر اللّٰہ تعالی کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے کیا کہا جا رہا ہے **تَبَارَكَ الَّذِي** اللّٰہ نہایت بابرکت ہے تبارک کا ایک لفظ کہہ کر کیا کہا وہ بڑا ہی محسن ہے کہ اس نے اپنے بندے کے لیے یہ چیزیں بنائیں عظیم الشان نعمتوں سے دنیا کو بھر دیا پھر دوسری بات کیا ہے نہایت بابرکت ہے زمین آسمان کی بادشاہی اسی کی ہے پھر تبارک کہیں تو معنی کیا ہیں اس کی ذات شرک سے پاک ہے پھر کیا ہے بادشاہی ساری کی ساری اس کی ہے کوئی اور اس کے مرتبے کا ہے ہی نہیں۔ **جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا** پہلے آسمانوں کا ذکر تھا اب کہا کہ آسمان میں برج بنائے اور بنایا اس میں **سِرَاجًا** ایک چراغ **وَقَمَرًا** اور چاند **مُّنِيرًا** روشن چمکتا ہوا اب آپ دیکھیے کہ بروج اس کے کیا معنی ہیں؟ **بروج** کے بارے میں مفسرین یہ کہتے ہیں کہ یہ برج کی جمع ہے اور بعض لوگ بروج سے مراد بڑے بڑے ستارے لیتے ہیں کیوں اس لیے کہ برج کا لفظ عربی زبان میں قلعے، قصر اور مستحکم عمارت کے لیے بھی آتا ہے تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللّٰہ تعالی نے آسمان میں بڑے مضبوط قلعے بنائے ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد عظیم الشان ستارے اور سیارے ہیں اور بڑی بابرکت ذات ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے سیارے بنائے ہیں اور بعض اس سے مراد بارہ بروج لیتے ہیں یہ بارہ برج ہیں، حمل، ثور، جوزاء، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت اور یہ برج سات بڑے سیاروں کی منزلیں ہیں جن کے نام ہیں مریخ، زہرہ، عطارد، قمر، شمس، مشتری اور زحل۔ یہ سیارے ان بروجوں میں اس طرح اترتے ہیں جیسے یہ ان کے لیے عالی شان محل ہیں سمجھ آئی بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد برج ہیں برج سے مراد کیا ہے؟ کہ قلعے, قصر یا عمارت تو اللّٰہ تعالیٰ نے اس آسمان میں بروج بنا دیئے آسمان میں اللّٰہ تعالیٰ نے مضبوط قلعے بنا دیئے اور مضبوط بروج کتنے ہیں؟ بارہ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد ستارے اور سیارے ہیں جیسے سورج یہ کیا ہے یہ بھی سیارہ ہے زمین مریخ، زہرہ، عطارد، قمر، شمس، مشتری اور زحل یہ سیارے ان کے اندر اترتے ہیں تو اس سے بھی کیا بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ یہ چیزیں بنانے والا یہ چیزیں پیدا کرنے والا کون ہے یہ اللّٰہ تعالیٰ کی ذات ہے اور عام انسان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اس طرح کی چیز پیدا کرے اور اس طرح کی چیز بنائے اور بہرحال یہ جو تفسیر ہے کہ اس سے مراد سیارے ہیں یا اس سے مراد برج کے ہیں جس میں وہ جاتے ہیں قلعوں میں گزرتے ہیں اس آیت کے بارے میں **جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا** کوئی متفقہ تفسیر ہمارے سامنے نہیں آتی اس کے بارے میں مختلف آراء ہیں اور بہرحال ضروری نہیں کہ اس سے مراد سات ہی ہوں اس سے مراد بارہ ہی ہوں قلعے وغیرہ اللّٰہ تعالی زیادہ بہتر جانتے ہیں لیکن موجودہ شمسی نظام کہتے ہیں کہ کائنات میں کڑوروں کی تعداد میں شمسی نظام ہیں اور انہیں میں سے ایک وہ ہے جو ہم سے سب سے قریب ہے اور اس کے اندر ہماری زمین اور سورج اور چاند ہے یہ سب سے قریب ہے ورنہ ایسے اور بہت سے ہیں تو اصل بات کیا ہے یہاں یہ اللّٰہ تعالی نظام شمسی بتا رہے ہیں کہ اللّٰہ کی بے شمار نشانیوں میں سے ایک اللّٰہ کا یہ نظام شمسی کہ اللّٰہ تعالی نے یہ برج بنائے یا بڑی بڑی کہکشائیں بنائیں یا اللّٰہ تعالی نے قلعے بنائے آسمانی برج بنائے اور اس کی حقیقت کیا ہے اللّٰہ بہتر جانتے ہیں **وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا** اور اس میں اللّٰہ تعالی نے سراج بنایا سراج سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد سورج ہے سورت نوح آیت 16 میں اللّٰہ تعالی کہتے ہیں **وَجَعَلَ**

الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا (16)اور بنایا اس نے سورج کو سراج تو اصل میں سورۃ النباء میں بھی اللہ تعالی فرماتے ہیں کیا فرمایا جب اللہ تعالی نے تخلیقِ کائنات کا ذکر کیا تو ساتھ ہی کہا **وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا (12) وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا (13)**اور تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان قائم کیے (12) اور ایک نہایت روشن اور گرم چراغ پیدا کیا (13)۔ تو وہاں پہ سورج کے لیے **وَهَّاجًا** کا لفظ آیا اور یہاں پہ سورج کے لیے **سِرَاجًا** کا لفظ آیا سراج کے معنی کیا ہیں؟ **(س ر ج)** سراجا کہ روشنی۔ **سراج** چراغ کو کہتے ہیں وہ چیز جو بتی اور تیل سے روشن ہوتی ہے اور مجازًا ہر روشن چیز کو سراج کہا جاتا ہے **وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا** اسی طرح **وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا** (13۔ سورت النبأ) اور ہم نے روشن چراغ یعنی سورج بنایا اس میں بھی اللہ رب العزت کہتے ہیں کہ روشن چراغ ہم نے بنایا تو روشن چراغ سے مراد سورج ہے اب سورج کیا کرتا ہے کہ روشنی لیتا نہیں ہے روشنی دیتا ہے سورج کی روشنی بڑی چمکدار ہے اس کے اندر بڑی حرارت ہوتی ہے گرمی بھی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی روشنی بھی ہوتی ہے سراج یہ بھی اصل میں مبالغہ ہے کیونکہ سورج کی روشنی قدرتی روشنی کا سب سے بڑا منبع ہے اس میں تپش اورحرارت ہے یہ سرخی مائل بھی ہوتی ہے اس کی شعاعیں انسان کی آنکھ کے پردے پر پڑیں تو انسان کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اب دیکھیں گاڑی چلا رہے ہیں آپ یا گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہیں اور سورج سامنے آرہا ہو تو ایسے لگتا ہے نظر ہی نہیں آرہا تو کیا کہا **تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُّنِيرًا** اللہ تعالی نے اس میں ایک چراغ پیدا کیا اور وہ کیا ہے سورج **وَقَمَرًا مُّنِيرًا**۔ اور چاند **مُّنِيرًا** چمکتا ہوا اور **مُّنِيرًا** کا روٹ کیا ہے**(ن و ر)**نور سے ہے اور چاند کی روشنی میں بڑی ٹھنڈک ہوتی ہے روشنی بھی ہے اور سرور بخش ٹھنڈک بھی ہے انسان کا دل چاہتا ہے کہ چاند کی طرف دیکھتا رہے چاند کی چاندنی کا تصور بھی ایک خوشی کا باعث ہوتا ہے تو گویا کہ یہ جو چاند اور سورج ہیں یہ اللہ تعالی کی قدرت کی بہت بڑی نشانیاں ہیں اور اب سائنس کی جو ریسرچ سامنے آرہی ہے اس سے کیا کیا باتیں پتہ چل رہیں ہیں کہ ایسا نہیں ہے کہ ان سے صرف ہمیں روشنی ملتی ہے بلکہ بہت سے اور فوائد ملتے ہیں جیسے سورج ہے۔ فصلوں کے پکنے کا انحصار سورج پر ہے اگر سورج نہ ہو تو فصل ہی نہ پکے یعنی یہ پھل جو پکتا ہے اور فصلیں جو تیار ہوتیں ہیں تو یہ پک ہی نہیں سکتیں اسی طرح سورج کی جو روشنی ہے اس سے کئی قسم کے جو نقصان دے جراثیم اور کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں وہ مر جاتے ہیں اور کون سا وٹامن سورج کی روشنی سے ملتا ہے؟ وٹامن ڈی اس سے ملتا ہے پھر ہر جاندار کی زندگی اور صحت کے لیے بھی دھوپ کی ایک معین مقدار نہایت ضروری ہے اور سورج کی روشنی سے کیا ہوتا ہے کہ پانی بخارات بن کر اوپر جاتا ہے اور پھر بارش ہوتی ہے اور اس سے موسم بدلتے ہیں۔اگر سورج نہ ہوتا تو انسانی زندگی ٹھٹھر جاتی اگر سورج نہ ہوتا تو انسان دیکھ ہی نہ سکتا۔ اپنی زندگی کی گزر اس سورج کے ساتھ ہی ہے تو یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور آپ جب غور کریں گی تو بہت سے سورج کے فوائد اور نعمتیں بہت سی خاصیتیں آپ کے سامنے آئیں گی **وَقَمَرًا مُّنِيرًا**اور دوسری بڑی چیز چاند ہے۔ توچاند کے بارے میں کیا آتا ہے کہ چاند کی روشنی کی وجہ سے سمندر کے اندر جوار بھاٹا ہوتا ہے وہ جو ابھی آج آپ نے پڑھاکہ سمندر کے پانی کا اتار، چڑھاؤ جوکشش قمر کے سبب ہرروز سمندر میں ہوتاہے۔ مدو جزر اس کو آپ سمجھیے گا اور یہ کہ کیسے چاند کی روشنی کی وجہ سے سمندر کی لہروں میں مدو جزر ہوتا ہے تو پھر یہ ہر رات ہوتا ہے جب چاند کی روشنی ہوتی ہے۔ اور چاند کی روشنی جب ہوتی ہے تو اس دوران پھلوں میں تیزی سے رس ہوتا ہے اور چاند جب چمکتا ہے تو لوگ اس سے راستہ معلوم کرتے ہیں چاند کی روشنی انسانوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنتی ہے۔ بچے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں تو چاند کی کہانی آپ سنانی شروع کر دیتے ہیں بچے کو دور سے وہ نظر آتا ہے چندا ماموں آپ نے بھی یہ

کہانی سنی بھی ہوگی اور سنائی بھی ہوگی تو سورت ابراہیم آیت 33 **وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ (33)** میں بھی اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے اس نے تمہارے لیے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا کہ برابر چل رہے ہیں اور **اللَّيْلَ** اور **وَالنَّهَارَ** یہ رات اور دن کا جو فرق ہے تو یہ بھی کیا ہے کہ سورج اور چاند کی نعمتیں رات اور دن کے فرق سے ہمیں ملتی ہیں اور بھی آپ غور کیجیے گا اور آپ کیونکہ قرآن میں بار بار سورج اور چاند کا ذکر آتا ہے آپ دو صفحے لے لیں ایک صفحے پر سورج اور ایک پر چاند بنا لیں بے شک لکھ لیں اور اس کے بعد سورج کے کیا فوائد ہیں اور چاند کے کیا ہیں اپنے بچوں سے پوچھیے گا ریسرچ کریں اس سے اور سمجھ آئے گا کہ چاند اور سورج یہ قدرتی کیلنڈر ہے تاریخیں معلوم کرنا، مہینوں کا حال معلوم کرنا یہ پیچھے بھی آپ پڑھ چکیں ہیں سورت البقرہ میں سورج اور چاند یہ تاریخیں معلوم کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے اب دیکھیں چاند کی چاندنی کے علاوہ آپ چاند سے معلوم کرتی ہیں کب روزے رکھنے ہیں کب حج ادا کرنا ہے چاند کی تاریخ سے کئی چیزیں آپ کے سامنے آتیں ہیں اسی طرح تاریخ، کیلنڈر، وقت تیزی سے گزر رہا ہے تو یہ بھی ایک نیچرل کیلنڈر ہے اور یہ اللّٰہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں تو کیا غور کریں **تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُّنِيرًا** نمبر ایک آسمان میں برج نمبر دو اس میں چراغ اور نمبر تین قمر منیرا چمکتا ہوا چاند بنایا

آیت نمبر 62- وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا، ہر اس شخص کے لیے جو سبق لینا چاہے، یا شکر گزار ہونا چاہے

وہی تو ہے **جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ** جس نے رات اور دن کو بنایا یعنی اپنے آپ نہیں بن گئے تمہارے بتوں نے نہیں بنائے اللّٰہ نے بنایا **خِلْفَةً** اب یہاں پہ لفظ آیا ہے **خِلْفَةً** کا تو اس کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ ایک دوسرے کے مخالف ، ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے اب یہاں پہ کیا کہا **جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً** رات آتی ہے تو پیچھے دن آتا ہے دن آتا ہے تو دن کے پیچھے رات آتی ہے تو **خِلْفَةً** کے معنی کیا ہیں ایک دوسرے کے مخالف اب رات اندھیری ہوتی ہے دن روشن ہوتا ہے یہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں ایک معنی یہ بھی ہیں جیسے خلیفہ ایک کے بعد دوسرا آنے والا اس کے معنی کیا ہوئے کہ رات چلی جاتی ہے اور اس کا نائب آ جاتا ہے مطلب جیسے کہ کوئی کسی کے بعد آئے اور دن چلا جاتا ہے تو رات اس کی نائب بن کر آ جاتی ہے تو رات اور دن کا تضاد یہ کس نے کیا؟ یہ اللّٰہ تعالیٰ نے کیا رات اور دن کا باری باری آنا جانا **خِلْفَةً** ایک دوسرے کے مخالف ہونا بالکل متضاد ہیں رات اور دن ایک روشن ہے دوسرا اندھیرا ہے ایک میں لوگ کام کرتے ہیں دن کی روشنی میں دوسرے میں آرام سورت النباء **وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا** (11)اور پیچھے آپ نے پڑھا **وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا (47**- سورت الفرقان) ایک دوسرے کے بالکل مخالف ایک طرف سو رہے ہیں ایک طرف اٹھ کر بھاگ رہے ہیں بھاگتے بھاگتے پھر رات ہو جاتی ہے اور ایک طرف اندھیرا ہے دوسری طرف روشنی ہے یہ کیا ہے غور کرو کہ وہی اللّٰہ تو ہے جس نے رات اور دن کو بنایا **خِلْفَةً** ایک دوسرے کا مخالف یا ایک دوسرے کا جانشین ایک دوسرے کے آگے پیچھے آنے والا آپ کہہ سکتی ہیں کہ کیوں بار بار رات اور دن کی تفصیل ہمارے سامنے آتی ہے اگر یہ غیر ضروری ہوتا تو اللّٰہ اس کی تفصیل بار بار قرآن میں نہ دیتے بار بار اس کا ذکر نہ کرتے سورت الفرقان میں ہی دو دفعہ اپنی نشانی کے طور پر میرے

اور آپ کے سامنے اس کو رکھ دیا کیوں رکھا؟ بار بار غور کریں بار بار سوچیں تدبر کریں اور غور کرنا کیوں ضروری ہے؟ **لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا۔** ہر اس شخص کے لیے جو سبق لینا چاہے، یا شکر گزار ہونا چاہےاگر وہ شخص رات اور دن کے بار بار آنے جانے پر غور کرے گا جس کا ارادہ ہوگا ،جس کی نیت ہوگی کہ وہ اس سے سبق لے لے وہ شخص اس سے نصیحت حاصل کر لے **أَوْ أَرَادَ شُكُورًا** یا پھر وہ شکر گزاری اپنے اندر پیدا کرنا چاہے تو وہ اس سے سبق حاصل کرے۔ وہ کیا کرے گا؟ وہ ان پر غور کرے گا رات اور دن اور سورج اور چاند اور ایک بات آپ یہ بھی یاد رکھیں کہ زمین جب گردش کرتی ہے چوبیس گھنٹوں میں جب اس کی گردش پوری ہو جاتی ہے تو پھر اسی سے رات اور دن پیدا ہوتے ہیں زمین سورج کے گرد چکر لگاتی تو ایک چکر اس کا چوبیس گھنٹوں میں پورا ہو جاتا ہے یہ گردش محوری گردش کہلاتی ہے محوری گردش , تو زمین کی یہ گردش چوبیس گھنٹوں میں پوری ہوتی ہے اگر زمین گردش نہ کرتی ہوتی تو زمین کے مختلف علاقوں میں سردی ہے تو سردی ہمیشہ رہتی گرمی ہوتی تو گرمی ہمیشہ رہتی ؟ زمین کی گردش کی وجہ سے تو کچھ علاقوں میں رات ہوتی ہے کچھ میں دن ہوتا ہے دوسری گردش ہے مداری گردش یہ گردش زمین سال میں ایک دفعہ پوری کرتی ہے جب سال میں ایک دفعہ یہ گردش پوری کرتی ہے تو اس سے موسم بدلتے ہیں تو اصل بات کیا ہے کہ زمین سورج کے گرد مسلسل گھوم رہی ہے اور جب وہ مسلسل گھوم رہی ہے تو سال میں جب ایک دفعہ اس کا گھومنا مکمل ہوتا ہے تو اس سے موسم بدلتے ہیں اور یہ گردش مداری گردش ہے یہ بھی اللہ کی بے شمار نشانیوں میں سے ایک ہے اور جس گردش سے رات دن پیدا ہوتے ہیں تو یہ چوبیس گھنٹوں میں پوری ہوجاتی ہے یہ گردش محوری گردش ہے بہرحال نام نہیں بھی آتے تو اصل بات کیا ہے کہ کائنات کا ایک نظام ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ اپنے نظام میں جکڑا ہوا ہے رات یہ نہیں کہتی کہ ابھی کل تو آئی تھی اب پھر میں چلی جاؤں میں تو بہت تھکی ہوئی ہوں دن یہ نہیں کہتا کہ کل ہی تو روشنی دی تھی اب پھر مجھے کہا جا رہا ہے کہ میں نکلوں اور روشنی دوں میں تو نہیں روشنی دے سکتا ابھی صبح تو فجر پڑھی تھی پھر اب ظہر کا وقت ہو گیا ابھی ظہر پڑھی تھی تو عصر ابھی کل ہی تو زکوۃ دی تھی سال ہو گیا ابھی تھوڑے دن پہلے تو روزے رکھے تھے لو جی پھر روزے آنے والے ہو گئے انسان ایسے باتیں کرتا ہے۔ یہ سورج چاند ستارے یہ رات اور دن کے نظام پر غور کرو ایک نظام میں جکڑے ہوئے ہیں بندھے ہوئے ہیں اور لبیک اللھم لبیک کہتے ہوئے چلے آ رہے ہیں یعنی آپ چاہتی ہیں کہ لمحے رک جائیں آپ چاہتی ہیں کہ وقت رک جائے وقت رکتا نہیں ہے کیا ہوتا ہے کہ فوراً صبح ہوتی ہے پھر دوپہر ہوتی ہے پھر شام ہوتی ہے اور یہ رات اور دن کا باری باری آنا جانا کیا بتاتا ہے کہ اس کائنات کے اندر کفر ہے اور اسلام ہے یہ کائنات جو ہے یہ چل چلاؤ ہے اپنے انجام کی طرف۔ قرآن میں آتا ہے **رَبُّ ٱلْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ ٱلْمَغْرِبَيْنِ** تو اللہ ایک مشرق کا رب نہیں ہے ایک مغرب کا رب نہیں ہے سورج ایک جگہ سے نہیں نکلتا بلکہ سورج ہر روز اپنی جگہ سے تھوڑا سا سرک کر نکلتا ہے اور آہستہ آہستہ مغرب کی طرف نکلا جا رہا ہے اور ایک وقت ایسا ہوگا کہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے نکلے گا اور وہ دن ہوگا قیامت کا اور امام مسلم کی روایت کی **حدیث** کے مفہوم سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے "سورج جب ڈوبتا ہے تو اللہ کے عرش کے نیچے جا کر اللہ کو سجدہ کرتا اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو مجھے اجازت دے میں کل پھر نکلوں اور اللہ اس کو اجازت دیتا ہے اور وہ دن جب اللہ اجازت نہیں دے گا اللہ تعالیٰ کہے گا جہاں سے آیا ہے اسی طرف لوٹ جا اور وہ دن ہوگا قیامت کا دن" اور ہمیں **حدیث** سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سورج اور چاند لپیٹ کر جیسے رومال لپیٹا جاتا لپیٹ کر سمندر میں پھینک دیے جائیں گے آگ لگ جائے گی قیامت کا نظام۔ **وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً** لوگوں غور تو کرو وہی تو ہے اللہ جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا مخالف بنایا ایک جیسا نہیں

ہے اس کائنات میں یکسانیت نہیں ہے تنوع ہے تضاد ہے مخالفت ہے پھر ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان دنیا میں رہے اور زندگی اور موت نہ ہو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان جو برا کام کرے اور پھر اس کو اس کی سزا نہ ملے اچھا کرے تو اس کو اس کی جزا نہ ملے **وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا(62)** وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا ایک دوسرے کا نائب بنایا ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا جیسے رسی سے کوئی چیز بندھی ہوتی کہ ایک کے بعد دوسری دوسری کے بعد پھر تیسری یعنی باری باری وہ آتے ہیں اور اگر ہمیشہ رات ہوتی؟ آپ دیکھیں اگر کبھی ضرورت سے زیادہ نیند لے لیں تو سر بھاری ہو جاتا ہے جسم زیادہ سو کر بھی دکھنے لگتا ہے اگر صرف سونا ہی ہوتا تو کیا ہوتا اور اگر صرف کام ہی کرنا ہو آپ کام ہی کرتے رہیں دن کی روشنی رہے پھر کیا ہے آپ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تیرا شکر ہے رات ہوئی کام پیچھا نہیں چھوڑتے آپ کی مصروفیات آپ کی ذمہ داریاں آپ کو چھوڑتی نہیں ہیں لیکن رات ہو جاتی ہے رات اللہ نازل کر دیتا ہے ایسا سکون ملتا ہے جب سونے کے لیے لیٹتے ہیں الحمدللہ تو اس سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے سوتے وقت کی دعا یاد کریں سوتے وقت کی دعا کیا ہے **اللّٰهمَّ بِاسْمِکَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا** میں اللہ کے نام پر سوتی ہوں اور میں اللہ کے نام پر اٹھتی ہوں میں اللہ کے نام پر مرتی ہوں اللہ کے نام پر جیتی ہوں اور اٹھنے کی دعا کیا ہے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا، وَ اِلَیْہِ النُّشُوْرُ**.شکر جس نے مجھے سونے کے بعد دوبارہ اٹھا دیا زندہ کر دیا اور اسی کی طرف مجھے لوٹ کر جانا ہے مطلب کیا اس دعا کا کہ جس طرح میں سوئی تھی اور اگر میں سوتی رہ جاتی مجھے اللہ نہ اٹھاتا تو میں کیا کرتی تو جس اللہ نے مجھے سونے کے بعد جگایا تو وہی اللہ ہے جس کی طرف مجھے موت کے بعد لوٹ کر جانا ہے **أَوْ أَرَادَ شُكُورًا**اور پھر ہمارے اندر شکر گزاری پیدا ہو اور شکر گزاری کیا ہے۔ شکر کی تین قسمیں ہیں ایک یہ ہے کہ زبان سے شکر کیا جائے یہ تو بعض لوگوں کا وطیرہ ہوتا ہے، عادتاً الحمدللہ کہتے رہتے ہیں اچھی بات ہے زبان سے بھی شکر کرنا یعنی لسانی شکر کرنا اور شکر کے اور بھی بہت سے کلمات ہیں جن کو زبان سے کیا جائے دوسرا شکر کون سا ہے قلبی شکر دل میں جو شکر ہوتا ہے یعنی آپ اس کو پہلا بھی کہہ سکتے ہیں کہ پہلا قلبی ہے اور دوسرا جو ہے وہ زبانی ہے لسانی تو قلب میں شکر کیاہے کہ ہر وقت اللہ کی نعمتوں پر غور فکر اور تدبر کر کے یہ سوچنا کہ مجھے اللہ کا شکر گزار بننا ہے زبان سے کیا ہے کہ آپ اپنی زبان سے کہتے جائیں شکر کے کلمات اب یہ نہیں کہ زبان سے تو کہیں لیکن عمل نہ کریں اور تیسرے شکر عملی شکر ہے اس سے شکر کی تکمیل ہوتی ہے تو اب ہمیں غور کرنا چاہیے مثلاً آپ دیکھیں کہ آنکھ جو اللہ تعالی نے دی ہے اس کا میں شکر کیسے ادا کروں اور آنکھ سے وہی چیزیں دیکھوں جو اللہ نے دیکھنے کا حکم دیا ہے تو یہ ہے عملی شکر مثلاً آپ کمپیوٹر پربیٹھی ہیں کوئی غلط چیز کھل گئی ہے فورا کوئی چیز غلط آگئی ہے غلط سائٹ پر آپ چلی گئی ہیں آپ فورا اس کو بدل دیں آپ **غض بصر** کریں برائیوں سے، کسی کے حسن کو دیکھ لیا فوراً نظریں ہٹا دیں مرد یا عورت دونوں کو غض بصر کرناہے اسی طرح کسی کے ستر کو نہ دیکھنا اسی طرح یہ ناول افسانے ان کو اپنی نظروں سے اس طرح غلط چیزیں نہ پڑھنا اسی طرح زبان کا غلط استعمال نہ کریں اور اگر غلط کر رہے ہیں تو ناشکری ہے اگر صحیح کر رہے ہیں تو یہ شکر گزاری ہے تو ہمیں قلبی شکر بھی کرنا ہے زبانی شکر بھی کرنا ہے اور عملی شکر بھی کرنا ہے اور **هُوَ اَشْکَرُمِنْ بَرُوقٍ** اہل مکہ اور عرب لوگ کیا کہتے تھے کہ وہ بروق گھاس سے بھی زیادہ شکر گزار ہے اور وہ گھاس کیسی ہوتی ہے تھوڑے سے پانی کے چھینٹے بھی اس کو مل جائیں بڑی پھلتی پھولتی ہے تو کسی کے بارے میں جو بہت اللہ کے آگے جھکنے والا شکر گزار ہے تو اہل مکہ کہا کرتے تھے اور

عربوں کے ہاں یہ محاورہ مشہور ہے **ھُوَ اَشْکَرُمِنْ بَرُوقٍ** کہ وہ بروق نامی گھاس سے بھی زیادہ شکر گزار ہے تو ہمیں شکر گزار ہونا چاہیے اللّٰہ کی نعمتوں کا اللّٰہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو شکر گزار بنائے